فانکحوا ما طاب لکم من النساء

Dedicate
to Arya Youngmen

نکاح آریہ

اس رسالہ میں آریہ دھرم کے احکام متعلقہ نکاح لکھکر

نوجوان آریوں کی نذر کیا گیا

امید ہے نوجوان آریہ اسے بغور مطالعہ کرکے معقول پسندی کا ثبوت دینگے

مصنّفہ
جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل)
امرتسری مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ

بفرمائش خاکسار عطاء اللہ منیجر دفتر اخبار "اہلحدیث" امرتسر
برقی مطبع روز بازار ہال بازار امرتسر میں باہتمام شیخ غلام یٰسین پرنٹر طبع ہوا
بار اول

فہرست مضامین کتاب ہذا

ہفتہ وار

یہ اخبار کیا ہے۔ مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا کا مجموعہ۔ ۱۸×۲۲ تقطیع کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کے دن ہفتہ وار امرتسر سے شائع ہوتا ہے جسمیں مضامین مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتاوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحوں پر دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا دشمن۔ مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بتانے والا ہے۔ قیمت سالانہ پانچ روپئے (صہ)

المشتہر

منیجر اخبار اہل حدیث امرتسر

(پنجاب)

دنیا میں انسان متمدن پیدا ہوا ہے۔ متمدن کے معنے ہیں اپنے بنی نوع سے ملاپ رکھنے والا۔ ایک جگہ رہنے سہنے والا۔ اسکے رہنے سہنے کی کئی ایک شاخیں ہیں ماں باپ۔ بھائی بند۔ دوست آشنا۔ سب سے تعلق اسکے تمدن کی تفصیل اور تفسیر ہے۔ مگر اس تمدن میں سب سے بڑی قابل لحاظ وہ شاخ ہے جس کا نام نکاح ہے۔ کیونکہ ماں باپ بننا' بھائی بند کہلانا' بلکہ دنیا میں انسان کا وجودی جامہ پہننا اسی اور صرف اسی شاخ کے ثمرات ہیں۔

مذہب چونکہ انہی تعلقات کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے جو انسان کو فطرتاً پیش آتے ہیں۔ اسلئے مذہب خاصکر الہامی مذہب کا فرض اولین ہے کہ وہ ان تعلقات خاصکر نکاح کے تعلق کے متعلق بہترین ہدایات جاری کرے۔ جو انسانی طبیعت کے مطابق ہوں۔

یہ ایک ایسا اصول ہے کہ مخالف و موافق سب اس کو صحیح مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ آریہ سماجی بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

ضروری ہوا کہ اس بارہ میں آریہ دھرم سے احکام نکاح بتائے جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس حد تک وہ انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔

نوٹ نمبر ۱ آریوں کا دعوٰے اور نہایت زبردست دعوٰے ہے کہ کل احکام بلکہ کل علوم کا مخزن وید ہے۔ مگر عملی طور پر وہ اپنے گرو سوامی دیانند کی تصنیفات ہی کو پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے سوامی جی کی کسی تصنیف سے حوالہ دینا ہر ایک آریہ کے نزدیک گویا آریہ دھرم کا حوالہ ہے۔

نوٹ نمبر ۲ اس رسالہ میں ہمارے زیر نظر چند امور ہونگے (۱) نکاح کی ضرورت اور غرض (۲) نکاح کس عمر میں ہونا چاہئے (۳) نکاح کس قسم کی عورت سے ہو (۴) نکاح کی اقسام (۵) نکاح کرنے کا طریق (۶) میاں بیوی کے ملاپ کا طریق (۷) نکاح دائم۔ لازم غیر منفک عقد ہے یا قابل فسخ (۸) نکاح بیوگان۔

آریہ سماجیوں کا دعوٰے ہے اور قابل قدر دعوٰے ہے کہ دھرم سچائی کا معیار قانون قدرت ہے۔ اس لئے ہم ان مسائل میں قانون قدرت ہی کو معیار بناوینگے جو بالکل بے ریا غیر جانبدار گواہ ہے۔ یہی معنے ہیں حکم قرآنی کے

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

(رب ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے)

آریوں کا پرانا خادم ابوالوفاء ثناء اللہ	طبع اوّل	امرتسر صفر ۱۳۴۴ھ ستمبر ۱۹۲۵ء

نکاح کی ضرورت اور غرض

قانون قدرت ہمارے سامنے ہے کہ انسان بلکہ ہر حیوان کی زندگی کی دو منزلیں ہیں۔ ایک وہ منزل جسکو نابالغی کی عمر کہتے ہیں۔ دوسری وہ منزل جسے بلوغت کہتے ہیں۔ ان دونوں میں امتیاز کیا ہے؟ دونوں میں انسان بلکہ حیوان بھی کھاتا ہے، پیتا ہے، چلتا ہے، پھرتا ہے۔ پھر وہ کونسی تمیز ہے جسکی وجہ سے وہ ادنےٰ درجہ سے نکلکر اعلےٰ درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ پہلے سوسائٹی اور قوم کا ممبر نہیں گنا جاتا۔ کسی معاہدہ کا پابند نہیں قرار دیا جاتا۔ قانون شاہی اُس پر جاری نہیں ہوتا۔ مگر بالغ ہوتے ہی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ وہ امتیاز کیا ہے؟ وہ یہ ہے اور صرف یہ ہے کہ اُس میں اُن دو باتوں (کھانے پینے) کے علاوہ تیسری بات پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام قوتِ شہوانیہ یا طاقتِ مردانہ ہے۔ یعنی اس درجہ پر پہنچکر مرد بالغ کو اپنے جوڑے (عورت) کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے اور عورت کو مرد کی خواہش۔ یہ تمیز انسان ہی تک محدود نہیں بلکہ جملہ حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نکاح کی ضرورت اُس تیسری خواہش کی وجہ سے ہے۔ اور غرض اُس ضرورت کا پورا کرنا ہے اور بس۔ مگر آریہ سماج کا اصول ہے کہ نکاح کی ضرورت اولاد پیدا کرنا ہے چنانچہ اُن کے گرو سوامی دیانندجی فرماتے ہیں

"کامل طور پر برہمچریہ (تجرد) کے عہد کو پورا کر چکنے پر ودّیا اور بَل (علم اور طاقت) حاصل کر کے سب طرح نیک گُن کرم سبھاو (اچھی عادات) میں مطابقت پیدا کر کے بڑے پریم سے مندرجہ ذیل پرمان کے مطابق سنتان پیدا کرنے اور اپنے ورن (ذات) کے بموجب اعلےٰ کام کرنے کیلئے استری پُرش (عورت مرد) کا جو ہمبند (تعلق) ہوتا ہے اُسے وواہ (نکاح) کہتے ہیں۔" (ترجمہ ستیارتھ پرکاش اردو مصنفہ سوامی جی صفحہ ۳۸۳)

اس حوالہ کے بموجب نکاح کی تعریف میں یہ داخل ہے کہ اولاد پیدا کرنے کی نیت سے تعلق پیدا کرنے کا نام نکاح ہے۔

نوٹ یہ تعریف اسلئے کی گئی ہے کہ نیوگ کو بھی شامل ہو۔ کیونکہ نیوگ بھی سوامی جی اور آریوں کے نزدیک نکاح کی ایک قسم ہے۔ جس میں عارضی تعلق کے ساتھ اولاد پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر نکاح سے غرض ہی اولاد پیدا کرنا ہے۔ حالانکہ قانون قدرت ہم کو بتا رہا ہے کہ جن حیوانات کو اولاد سے کوئی غرض بلکہ مطلب ہی نہیں ہوتا ان میں بھی نر مادہ کا ملاپ ہوتا ہے۔ وہ کیوں ہوتا ہے؟ اُسی تیسری خواہش کی بنا پر جو قادر مطلق نے اُن میں پیدا کی ہے۔ قرآن مجید نے اس اصول کو فلسفیانہ طریق پر بڑی خوبی سے بتایا ہے۔ ارشاد ہے۔

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا

(خدا نے نر کی جنس سے مادہ پیدا کی تاکہ اُس کے ساتھ (تجرد کی وحشت دور کرکے) اُنس حاصل کرے)

پیدائش نسل کو گو بناء نکاح تو قرار نہیں دیا تاہم ثانوی درجہ میں (مفاد کی صورت میں) رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

(خدا نے جو اولاد تمہاری قسمت میں لکھی ہے بوقت جماع تم اُسکی تلاش کیا کرو)

اسکی مثال کوئی شخص بہ نیت تجارت پردیس میں جاتا ہے۔ مال اسباب فروخت کرکے واپسی کے وقت اپنے بچوں کیلئے تحفہ کے طور پر کچھ سوغات لئے آتا ہے۔ بچوں کی نظر میں اس سفر سے مقصود ہی سوغات کی چیزیں ہیں۔ مگر اہل عقل اور خود فاعل کے نزدیک یہ مقصود نہیں بلکہ مقصود کسب معاش ہے۔

اس مثال کے مطابق مسلمانوں کو بھی حکم ہے کہ اولاد کی خواہش کرے۔ لیکن نکاح سے مقصود اولاد نہیں بلکہ بطور سوغات کے درجہ ثانیہ میں (مفاد) ہے۔

مہاشہ سجنو! اس مثال کی تصدیق میں قانونِ قدرت کی مذکورہ بالا شہادت ذہن میں رکھکر آگے چلو۔

نتیجہ کسی آریہ سماجی کی خدا خدا کرکے ۲۵ سال کی جوانی میں شادی ہوئی۔ قانون قدرت کے ماتحت اُسی روز اُسکی استری بامراد ہوگئی تو ایک سال تک استری سے ملاپ نہ کرنا ہوگا۔ چنانچہ سوامی دیانند خود ہدایت فرماتے ہیں۔

"جب مہینہ بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھیرنے کا یقین ہوجائے تب سے ایک برس تک عورت مرد ہمبستر کبھی نہ ہوں" (ستیارتھ باب ۴ ۲۳)

یہ بھی اُس صورت میں کہ حسب ہدایت سوامی جی دودھ پلانے کے لئے دایہ رکھی جائے (ستیارتھ باب ۴ ۲۵) اور اگر دایہ رکھنے کا مقدور نہیں جیسے آجکل عام طور پر فی ہزار نو سو نوّے خاندانوں کی حالت ہے۔ یا دایہ ملتی نہیں تو لاچار والدہ ہی بچہ کو دودھ پلائیگی۔ چونکہ بچہ دو سال تک دودھ پیتا ہے۔ اس مدت تک خاوند کو بیوی سے ملنا اُسی دلیل سے منع ہے جس دلیل سے ایام حمل میں منع کیا ہے۔ یعنی بچہ کی صحت خراب ہونا۔ کیونکہ ایام دودھ میں جماع کرنے سے دودھ میں ایک غیر معمولی گرمی پیدا ہوجاتی ہے جسکی وجہ سے بسا اوقات بچہ دودھ پیکر رد کردیتا ہے۔ اور اگر اس مدت میں حمل ثانی ہوجائے تو طبی شہادت ہے کہ دودھ بگڑ جاتا ہے جو شیرخوار بچہ کی صحت کو مضر ہوتا ہے۔

نتیجہ صاف ہے کہ یوم حمل سے تا ترک شیر بلحاظ نسل جماع کرنا بیکار۔ بلکہ موجودہ اولاد کے حق میں مضر ہے۔

سماجیو! تمہارے سوامی کا دعوے تو نیچری ہونے کا ہے مگر وہ حکم جو دیتے ہیں وہ اَن نیچرل (خلاف قانون قدرت) کیوں ہوتے ہیں۔ غور تو کرو بچے کے دودھ کیلئے قدرت نے اُسکی ماں کو پیدا کیا ہے۔ اسی لئے بچہ

پیدا ہونے سے پہلے پستانوں میں دودھ نہیں ہوتا۔ مگر پیدا ہوتے ہی (گنگا جمنا) کی طرح) دودریا بہا دیتا ہے۔ جب بچہ اتنی مدت کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ دانتوں سے چبا کر اناج کھا سکے تو دودھ بھی خشک ہوجاتا ہے۔ اس قدرتی فعل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دودھ پلانے کی خدمت خدا نے بچہ کی ماں ہی کے سپرد کی ہوئی ہے ۔ اللہ اللہ قرآن کی فلسفیانہ تعلیم دیکھئے کیسے صاف لفظوں میں ارشاد ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ

(جو مائیں اپنے بچوں کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں۔ وہ دو سال تک (دودھ پلائیں)

قرآن میں کیا ہی خوبی ہے کہ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں حکیمانہ احکام ملتے ہیں۔

اے قرآن! ؎ کیا جانیں تجھ میں کیا ہے کہ لوٹے ہیں تجھ پہ جی
یوں اور کیا جہان میں کوئی حسیں نہیں ؟

سماجی مترو ! اپنے نیم دھرم سے کہنا اور اکیلے بیٹھکر سوچکر کہنا اتنی مدت مدید تک دو جوانوں کا جدا رہنا فطرت جوانی کے مطابق ہے؟ جنکے جذبات محبت کی یہ تصویر ہو ؎

الفت کے یہ مزے ہیں کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی ۔

نکاح کس عمر میں ہونا چاہئے

گذشتہ عنوان کے بعد غالباً اس عنوان کی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ جس صورت میں ہم دونوں فریقوں کا مذہب ثابت ہے کہ آریوں کے نزدیک نکاح کی ضرورت اولاد پیدا کرنا ہے - اور اسلام اور قانون قدرت کے نزدیک خوبصورتی سے قضاء حاجت کرنا اصلی مقصود ہے تو اب یہ مسئلہ صاف ہوگیا کہ نکاح اسوقت ہوگا جب یہ ضرورت ہو - مگر آریوں کے گرو نے اپنے قول کے خود خلاف کیا کہ نکاح کی عمر اس سے بہت پیچھے بتائی - یعنی مرد کیلئے ۲۵ سال سے ۴۸ سال تک عمر بتائی اور عورت کی ۱۶ سے ۲۴ سال تک - چنانچہ اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں -

"سولہویں برس سے لیکر چوبیسویں برس تک لڑکی - اور پچیسویں برس سے لیکر اڑتالیسویں برس تک مرد کا شادی کا وقت افضل ہے - اس میں جو سولہ اور پچیس میں بیاہ کرے تو ادنےٰ درجہ کا - اٹھارہ بیس برس کی عورت تیس پینتیس یا چالیس برس کے آدمی کا متوسط - چوبیس برس کی عورت اور اڑتالیس برس کے مرد کا بیاہ ہونا افضل ہے" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ ص ۱۱۲)

مطلب یہ ہے کہ سوامی جی کے نزدیک اعلےٰ درجہ کی شادی کا وقت یہ ہے کہ عورت چوبیس سال کی اور مرد اڑتالیس سال کا ہونا چاہئے - حالانکہ (بقول اطبا) قانون قدرت یہ ہے کہ انسان کی ترقی اور نمو کی حد زیادہ سے زیادہ تیس سال تک ہے - اُس سے بعد تیس سے چالیس سال تک وقوف یعنی ٹھیراؤ ہے نہ بڑھے نہ گھٹے - چالیس سے اوپر تنزل شروع ہو جاتا ہے - مگر سوامی جی اڑتالیس سال کی عمر میں شادی کرنے کو افضل فرماتے ہیں -

سماجی دوستو! سوامی جی کا پرمان سنتے ہو کہ بلوغت انسانی تو

ہو جائے سولہویں سترہویں سال میں اور شادی کریں اڑتالیس سال یا کم سے کم پچیس سال گذار کر۔ کیا تم پسند کرو گے کہ تم کو اڑتالیس سال مجرد رکھا جائے۔ اور ایسے وقت میں تمہاری شادی کا انتظام کیا جائے جو پنجابی مثل تم پر صادق آئے کہ

"بیوی چھیج جوگی ۔ میاں قبر جوگا۔"

(یعنی بیوی تو سیج کے لائق اور میاں قبر کے لائق)

ہمارا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا ہم تمہیں سوامی جی کا قول سناتے ہیں جس سے تم کو اڑتالیس سال کی عمر کا حال معلوم ہو جائیگا۔ سوامی جی لکھتے ہیں۔

"سولہویں برس سے آگے انسان کے جسم کے سب دھاتوؤں اجزاء کی ترقی اور پچیسویں برس میں شباب کا آغاز ہوتا ہے۔ اور چالیسویں برس میں سب اعضائے بدنی مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے آگے تھوڑی تھوڑی دھاتو (ویریہ) (نطفہ) کی کمی ہونے لگتی ہے۔ یعنی چالیسویں برس جب کامل جوانی ہو کر تمام اعضاء مکمل ہو جاتے ہیں تو کھان پان سے جو ویریہ پیدا ہوتا ہے وہ تھوڑا تھوڑا کم ہونے لگتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر جلدی بھی شادی کرنی ہو تو کنیا (لڑکی) سولہ برس کی اور ور (ناکھ) ضروری طور پر ۲۵ سال کا ہونا چاہیئے درمیانہ برہمچریہ یہ ہے کہ لڑکی ۲۰ سال کی اور پرش چالیس سال کا ہو اور سب سے اعلیٰ یہ ہے کہ استری چوبیس۲۴ برس کی اور مرد ۴۸ برس کا ہو۔ جو اپنے خاندان کی ترقی اور سنتان کی اُنتی چاہتے ہیں۔ اور جن کی خواہش ہے کہ وہ دراز عمر۔ بلوان (طاقتور) عقلمند۔ نیک اور مستقل مزاج سنتان (اولاد) حاصل کریں۔ وہ سولہویں سال سے پہلے کنیا۔ اور ۲۵ سال سے پہلے بالک کی کبھی شادی نہ کریں۔ یہی سب سے بڑی اصلاح۔ اعلیٰ درجے کی خوش قسمتی اور سب سے بڑی ترقی کا نشان ہے۔ کہ مندرجہ بالا عمر تک برہمچریہ رکھکر اپنی سنتان کو اعلیٰ تعلیم دیں کہ جس سے اچھی سنتان پیدا ہو۔" (سنسکار ودہی صفحہ ۲۲)

مہاشئے سجنو ! حکما تو بالاتفاق انسان کا نمو (بڑھنا) تیس سال تک کہتے ہیں۔ لیکن سوامی جی چالیس تک بتاتے ہیں۔ مگر چالیس کے بعد تنزل سوامی جی بھی مانتے ہیں۔ بہر حال جس شادی کو سوامی جی نے افضل ٹھیرایا وہ مرد کی ڈھلویں عمر میں ہے۔ سابقہ عمر کا تجربہ انسانی قویٰ میں تنزل پیدا ہونے سے مانع نہیں ہو سکتا۔

ہوش کرو سائنس اور فلسفہ کا دم بھرنے والو ! اولاد کی نیت سے شادی کرنا اسی کا نام ہے؟ کہ اڑتالیس سال تک کی جہاں جوانی ضائع کر دیجائے۔ اور جب طاقت جواب دینے لگے تو مہاشہ جی کو نکاح کی سوجھے۔ جس پر یہ کہنا معقول ہو کہ ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

اور بتاؤ دنیا کی مردم شماری میں سلسلہ پیدائش اموات کو دیکھو۔ کتنے لوگ پچیس سال تک کے مرتے ہیں۔ اور کتنے اڑتالیس سال تک پہنچنے سے پہلے چلدیتے ہیں۔ تو اب بتائیگا کہ پچیس یا اڑتالیس سال تک جتنے اشخاص فوت ہو جائینگے اُن کی نسل باقی رہنے کا کیا انتظام ؟

تعجب ہے ادھر تو آریہ سماجی کہتے ہیں نکاح سے غرض ہی یہ ہے سنتان (اولاد) پیدا ہو۔ یعنی حفاظت اور ترقی نسل انسانی کرنا مقصود اصلی ہے اُدھر اتنی غفلت ہے کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی اڑتالیس سال یا پچیس سال تک پہنچنے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ اُن کی نسل کو بالکل قطع کیا جاتا ہے اسی لئے وقت نکاح جو

اسلام نے بتایا ہے کہ بلوغت حاصل ہونے پر جب تمہاری ایک صنف (مرد یا عورت) کو اپنے جوڑے سے رغبت ہو وہی وقت نکاح کا ہے۔ غور سے پڑھو۔ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا (خدا نے مرد کیلئے بیوی پیدا کی تاکہ اُسکے ساتھ اُنس پائے)۔

بات بنانے والے بھی بلا کے پرکالے ہوتے ہیں۔ جنکی بابت کہا گیا ہے
"پیراں نمے پرند و مریداں ہمے پرانند"
سوامی دیانند جی کی دور از عقل تعلیم کو اُن کے چیلے بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ چنانچہ سوامی شردھانند (بصورت لالہ منشی رام[1] جی) لکھتے ہیں۔
"بواہ کس عمر میں ہونا چاہئے؟ اس پر قریبًا تمام دنیا کے وِدوان متفق رائے ہوتی چلے جا رہے ہیں۔ شری کیشب چندر سین نے اپنے زمانہ میں بہت سے عالموں کی رائیں اس بارہ میں جمع کی تھیں۔ اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شادی کے بارے میں لڑکے اور لڑکی کی عمر کے متعلق جو رائے سوامی جی نے دی ہے قریبًا وہی تمام ڈاکٹروں اور ودوانوں کی رائے ہے۔
سوامی جی کی رائے میں سادھارن منشوں کو ۲۵ برس اور سادھارن استریوں کو ۱۶ برس کی عمر میں بواہ کرنا چاہئے۔ ان سے جو زیادہ اُتم ہوں۔ اُن کی شادی ۳۶ اور ۱۸ برس کی عمر میں ہونی چاہئے۔ اور جو اُن سے زیادہ اُتم ہوں وہ ۴۸ اور ۲۴ برس کی عمر میں بواہ کریں۔ مگر جو اسادھارن (غیر معمولی) اور سب سے اُتم منش ہوں وہ تمام عمر بواہ نہ کر کے سنسار کا اُپکار کر سکتے ہیں" (سنسکار ودھی صفحہ ۱۱۶)
سماجیو! ہمارا گمان ہے کہ تمہارے دشمن (دیوسماجی وغیرہ) چاہتے ہونگے کہ تم اس تعلیم پر عمل کرو تاکہ تمہاری نسل جلد ختم ہو۔ کچھ تو اڑتالیس سال تک پہنچنے میں اور کچھ عمر بھر بواہ نہ کر کے سنسار کا اُپکار (بھلا) کرنے میں۔ مگر ہم تو تمہاری زندگی اور تمہاری نسل کا بقا چاہتے ہیں۔ کیوں؟ سہ
خدا ترا بت کافر دراز سن تو کرے
جفا کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

نوٹ قرآن مجید کی سابقہ آیت میں جو عورت مرد کے ملاپ کا فلسفہ بتایا ہے

[1] سوامی شردھانند سادھو بننے سے پہلے لالہ منشی رام جالندھری تھے ۱۲ منہ

اسی کی تائید دوسری آیت میں یوں آئی ہے

خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً (۲۱)

(خدا نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن کے ساتھ اُنس حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور شفقت پیدا کی۔ (تاکہ تم اچھی طرح نباہ کرو)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰٓی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۔ الآیہ ۔ (پ ۴ ع ۱۳)

"یتیموں کو نابالغی حالت میں عقل کے کاموں میں آزمایا کرو۔ یہانتک کہ جب وہ وقت نکاح کو پہنچیں پھر اُن میں کاروبار کی سمجھ دیکھو تو اُن کے مال اُنہیں دیدیا کرو۔"

اس آیت میں بلوغت نکاح تک یتیم کی حد رکھی ہے۔ اور بلوغت نکاح وہی ہے جس کو عرف عام میں بلوغت جوانی کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے ایک مقام میں اسی عرف عام کے مطابق بجائے بلوغت نکاح کے بلوغت جوانی بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ (پ ۸ ع ۶)

(یتیموں کے مال کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ یہانتک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچیں)

یہ آیات سب ملا کر دیکھیں تو مسئلہ بالکل صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے نکاح کا وقت وہی بتایا ہے جس میں قانون قدرت فریقین میں اسکی ضرورت پیدا کر کے دونوں کو اس قابل بناتا ہے۔ ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی تعلیم نیچرل اصول کے موافق ہے اور آرین تعلیم مخالف۔ اسی لئے قرآن مجید بزبان حال کہتا ہے ؎

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں نہیں
اُن میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

سماجی مترو! "جہاں سائنس پہنچیگا ویدک جھنڈا وہاں پہلے لہرائیگا"۔

کہنے والو ! اپنے جھنڈے کو گرنے سے سنبھالو۔ ؎
قدم رکھنا سنبھل کر اس جگہ پر آریہ صاحب!
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

شردھانندی مشورہ

لالہ منشی رام حال سوامی شردھانند نے آریہ نوجوانوں کو ایک مشورہ دیا ہے جو قابل شنید ہے۔

"ہمارے دیش کے نوجوان غیر معمولی ترقی اسلئے نہیں کر سکتے کہ تعلیم ختم کرتے ہی انکی شادی ہو جاتی ہے۔ ہماری رائے میں جو بہت اچھے لڑکے ہوں انکی شادی چھتیسویں یا اڑتالیسویں برس میں ہونی چاہئے۔" (اردو سنکار ودھی ص۱۱۱)
ینگ مین سماجیو !" پانی اپنا راستہ آپ کر لیگا۔" اس نصیحت پر عمل کر کے دیکھ لو۔

نکاح کس قسم کی عورت سے ہو اور کس سے نہ ہو

آریوں کے گرو سوامی دیانندجی نے اس بارے میں جو ہدایت کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

"جو لڑکی ماں کے خاندان کی چھ پشتوں میں نہ ہو اور باپ کے گوتر (ذات) کی نہ ہو اس سے شادی کرنی مناسب ہے۔" (ستیارتھ باب ۴)
ابھی بہت کچھ استثناء باقی ہے۔ یعنی گوترا اور خاندان کی نفی کے بعد بھی نفیات ابھی باقی ہیں جو قابلِ دید و شنید ہیں۔ سوامی جی لکھتے ہیں۔

"اس قسم کی عورت سے شادی نہ کرے | نہ زرد رنگ والی نہ ادھک، مرد سے لمبی چوڑی نہ زیادہ طاقتور نہ بیمار نہ وہ جس کے جسم پر بالکل بال نہ ہوں نہ بہت بال والی نہ بکواس کرنیوالی نہ بھوری آنکھ والی۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ ص۹)
اس نہی (منع) کی فلاسفی کا قائل ہونا تو چونکہ اس پر موقوف ہے کہ ان امور

کے علم کا ذریعہ معلوم ہو سکے ۔ یعنی کوئی آریہ اگر ہم کو بتا دے کہ مرد سے لمبی اور چھوٹی کا علم بغیر دونوں کے برابر سلے یا معانقہ کئے صحیح طور سے کیسے ہو سکتا ہے مانا کہ کسی درمیانی شخص کے ذریعہ سے معلوم ہو بھی جائے تو طاقت کی مساوات کیسے معلوم ہو سکتی ہے ۔ جبتک دونوں باہمی کشتی نہ لڑیں ۔ اگر یہ تجویز (کشتی لڑائی کی) آریہ سماج کو پسند ہو تو حرج نہیں ۔ اس مطلب کیلئے ایک ایجنسی کھل سکتی ہے ورنہ ہم کو ان دونوں (ناکح و منکوحہ) کی توازن طاقت کا ذریعہ بتایا جائے مہربانی کرکے یہ بھی بتایا جائے کہ آریہ خاندانوں میں سے کس کس خاندان نے اس پر عمل کیا ہے؟ اور جو نہیں کیا تو کیوں ؟

اسکی فلاسفی زمانہ ترقی علم کا ہے خاصکر آریہ سماج کا دعویٰ ہے کہ سائنس ویدک دھرم کا نوکر ہے ۔ اس لئے ہم بھی آریہ سماج کے اس دعوے کی قدر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کیا نقصان یا خرابی ہے ۔ یا کسی اصول فلسفہ یا سائنس کے خلاف ہے ۔ آخر یورپ اور چین و جاپان میں زرد رنگ اور بھوری آنکھوں والی عورتیں ہیں ۔ اور وہ شادیاں بھی کرتی ہیں ۔ اُن کی شادیوں میں وہی برکت ہوتی ہے جو ہندوستان کی آرین استریوں میں ہوتی ہے ۔ وہ بھی ہندوستانی عورتوں کی طرح صاحب اولاد ہوتی ہیں ۔ پھر آخر ان میں خرابی ہے تو کیا ؟

سماجی مہاشو ! تم نیتم دھرم سے بتا سکتے ہو کہ تمہاری استریاں قد میں اور طاقت میں تمہارے برابر ہیں ؟ اگر ہاں میں جواب دو تو یہ بھی بتاؤ نا کہ قد کی پیمائش اور طاقت کا اندازہ نکاح سے پہلے تم نے کیسے کیا تھا ؟

لطیفہ کیا اچھا سین (نظارہ) ہوتا ہوگا جب شادی سے پہلے استری پُرش بذریعہ معانقہ کے اپنا قد ناپتے ہوں ۔ لیکن جونہی کہ بدقسمتی سے استری پُرش کے قد میں تھوڑا سا فرق ہوا اور وہ اس امتحان میں برابر نہ اُترے تو غالباً دونوں کے منہہ پر یہ شعر ہوگا ؎

جو آرزو ہے اُس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

نوٹ آریہ سماجی کہا کرتے ہیں کہ ویدک دھرم عالمگیر ہے یعنی ساری دنیا کے لئے ہے۔ ہم پوچھتے ہیں اگر آریہ دھرم یورپ میں پھیل جائے تو وہاں کے آریہ فرنگی کن عورتوں سے نکاح کریں۔ کیونکہ وہاں کی لیڈیاں تو قریبًا ساری اس فہرست میں آتی ہونگی۔ غالبًا شادی کرنے کیلئے ہندوستان سے استریاں منگا ئینگے۔ یا یہاں آکر شادیاں کرینگے۔ اس صورت میں وہ بیچاریاں کہاں جائینگی۔

اس ممنوعہ فہرست کے علاوہ ابھی ایک فہرست اور بھی ہے جو درج ذیل ہے

منحوس نام والی "رکش یعنی اشونی۔ بھرنی۔ روہنی دیئی۔ ریوتی بائی۔ چتری وغیرہ ستاروں کے نام والی۔ تلسیا۔ گیندا۔ گلابی۔ چمپہ۔ چمیلی وغیرہ پودوں کے نام والی۔ گنگا جمنا وغیرہ ندی نام والی۔ چانڈالی وغیرہ نیچ نام والی۔ بندھیا۔ ہمالیہ۔ پاربتی وغیرہ پہاڑ نام والی۔ کوکلا۔ مینا وغیرہ پرند نام والی۔ ناگی۔ بھجنگا وغیرہ سانپ نام والی۔ مادھوداسی۔ میراں داسی وغیرہ خدمتگار نام والی۔ اور بھیم۔ کماری۔ چنڈکا۔ کالی وغیرہ ڈراؤنے نام والی لڑکیوں کے ساتھ شادی نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ نام خواب اور دیگر اشیاء کے بھی ہیں۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ ءنا)

ناظرین! غور فرمائیں۔ کیا ہی معقول فلاسفی ہے۔ پھولوں کے نام منحوس دریاؤں کے نام منحوس۔ سانپوں کے نام منحوس۔ حالانکہ بڑے نازک مزاج شاعر معشوق اور محبوب کو پھولوں کے ناموں سے موسوم کیا کرتے ہیں۔

ایک سوال مہاشئے سجنو! جی چاہتا ہے کہ ایک سوال تم سے حل کرالیں مہربانی کر کے بُرا نہ مانئیگا۔ سوامی جی کی طرح ہم اپنا بیان بے دلیل نہیں چھوڑینگے۔ یہ تو بتاؤ کہ ان ناموں کو جو سوامی جی نے منحوس بتایا ہے کیا یہ ویدوں کا ارشاد ہے یا کسی سمرتی میں آیا ہے؟ اچھا اگر کسی

مرد کا ایسا نام ہو جن ناموں کی وجہ سے ان ناموں والی عورتوں کو ممنوعہ فہرست میں لیا گیا ہے تو کیا اُن مردوں سے بھی دوسری استریاں نکاح نہ کریں یا اُن کیلئے نحوست نہیں؟

ابھی ایک سوال اور ہے مہربانی کر کے وہ بھی سُن لیجئے۔ منوجی اپنی سمرتی کے باب ۲ فقرہ ۳۱ میں لکھا ہے

"شودر کے نام میں نند یعنی تحقیر شامل کرنا چاہئے"

اس حکم کے ماتحت جن ناموں میں نند ہو۔ جیسے ویانند۔ شردھانند۔ درشنا نند۔ ودیکانند۔ پرمانند وغیرہ یہ حقیر یعنی بقول منوجی ذلیل ناموں والے بھی آرین استریوں کے نکاح سے ہمیشہ کیلئے محروم رہینگے یا ان کیلئے کوئی خاص حکم ہے؟ وید منتر یا سمرتی شلوک سے جواب دیجئیگا۔

لطیفہ ہمارے ایک دوست خانزادہ غلام احمد خان صاحب سوداگر منٹگو ہیں۔ اُنہوں نے کسی ایسے شخص کے حق میں ایک لطیف فارسی رباعی لکھی ہے جسکے نام کے آخر میں نند (بصورت جمع فارسی) ہو۔ اور شروع میں لفظ شر ہو۔ چنانچہ وہ رباعی یوں ہے ؎

ہر آں کو بشر ابتدائش بود
بجمع اندراں انتہائش بود
چو زیں گونہ باشد بشر بودنش
ششرم کثیر بشر بودنش

قرآنی تعلیم قرآن مجید کیا ہی حکیمانہ تعلیم دیتا ہے۔ دیکھو تو نکاح کے بارے میں ارشاد ہے۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔ (پ ۴ ع ۱۲)

(محرمات عورتیں چھوڑ کر) جس عورت کو تم بخوشی پسند کرو اُس سے نکاح کر لیا کرو)

اس میں کسی کے بتانے یا فہرست سنانے کی حاجت کیا۔ اسلئے کہ نباہ تو میاں بیوی نے کرنا ہے۔ اور یہ تو ایک کھلی نیچرل صداقت ہے ؎

کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف
دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

ایک اور ممنوعہ فہرست دو فہرستوں کے علاوہ ایک فہرست اور بھی ہے
جس کی بابت سوامی کا حکم بہت مدلل بدلائل درج ذیل ہے۔
"نزدیکی ملک اور نزدیکی رشتہ داروں میں شادی نہ کریں" اس فہرست
کی تفصیل نہیں بتائی کہ نزدیکی ملک سے کتنی نزدیکی مراد ہے۔ دس میل بیس میل
یا پچاس سو میل۔ ہاں رشتہ کی دوری تو بتادی
"ماں کی چھ پشتیں اور باپ کا گوتر چھوڑ کر نکاح کرے" (صفحہ ۱۲ کتاب ہذا)
مگر دوری مسافت نہیں بتائی۔ بہرحال جو کچھ سوامی جی نے فرمایا وہ ہم نے نقل کردیا
چونکہ یہ حکم بظاہر طبائع کے بالکل خلاف تھا کہ نزدیک کا رشتہ چھوڑ کر دور تلاش
کریں اسلئے سوامی جی نے اس حکم کی آٹھ دلیلیں بیان فرمائیں۔
"**اوّل** جو بچے بچپن سے نزدیک رہتے ہیں۔ باہم کھیل لڑائی اور محبت کرتے۔ ایک
دوسرے کی خوبی۔ نقص۔ عادت یا بچپن کی بدچلنی کو جانتے ہیں۔ اور ننگے بھی ایک
دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ اُن کی باہم شادی ہونے سے محبت کبھی نہیں ہو سکتی"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ ص ۔)

جواب اس دلیل سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکا متنفر ہو اور اُنکا ملاپ
جبراً کرایا جائے تو نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ بالکل صحیح ہے۔ مگر اس سے یہ کیسے
ثابت ہوا کہ دور دراز رشتہ کیا جائے۔ کیا نزدیک رشتہ میں اگر کا ہے خرابی ہے
تو بہتری نہیں ہے؟ کہ لڑکے نے لڑکی کو اور لڑکی نے لڑکے کو دیکھا بھالا ہوا ہے
محلہ داری ہے۔ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ اُن کے ملاپ میں کیا نقصان؟
ہاں نقصان خلاف طبع میں ہے۔ سو ایسا نہ کریں۔ ورنہ جس صورت میں نزدیکی
میں نتیجہ بد پیدا ہوتا ہے۔ وہی صورت اگر دوری میں ظاہر ہو تو اُس میں بھی وہی
نتیجہ پیدا ہوگا۔ پھر دور اور نزدیک میں فرق کیا؟
دوسری دلیل "جیسے پانی میں پانی ملنے سے نرالی صفت پیدا نہیں ہوتی۔ ویسے ایک
گوتر باپ یا ماں کے خاندان میں شادی ہونے سے دھاتوؤں کا ادل بدل نہ ہونے

سے ترقی نہیں ہوتی۔" (حوالہ مذکور)

جواب ۲ یہ دلیل بھی اپنی خوبی میں پہلی سے کم نہیں۔ اس دلیل سے تو پایا گیا کہ جو خاندان صاحب شرف وکمال ہوں وہ آپس میں بیشک رشتہ کرلیں۔ اُن کو چھوڑ کر اور جگہ تلاش کرنا۔ بھینی کو چھوڑنا اور اُڑتی کو پھانسنا ہے۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ جس نزدیکی رشتہ میں کوئی وصف جسمانی یا اخلاقی یا علمی نہ ہو اُن کا رشتہ نہ ہونا چاہئے مگر یہ منع کوئی نزدیکی پر نہیں بلکہ عدم کمال پر مبنی ہے۔ یہی معنی ہیں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

(مسلمانو! دیندار عورت سے نکاح کیا کرو)

تیسری دلیل "جیسے دودھ میں مصری یا سونٹھ وغیرہ دوائیوں کے ملاپ سے عمدگی ہوتی ہے ویسے ہی مختلف گوتر والے یعنی جنکے ماں باپ مختلف خاندان سے ہوں ایسے مرد وعورت کا بیاہ ہونا افضل ہے۔" (حوالہ مذکور)

جواب ۳ مختلف خاندان میں ہونے سے یہ نتیجہ حاصل نہ ہوگا بلکہ اُسمیں بھی نیک خصلت کی تلاش ہوگی۔ پھر وہی تلاش نزدیک میں کیوں نہ کرلیجئے۔

چوتھی دلیل "جیسے اگر کوئی ایک ملک میں مریض ہو۔ وہ دوسرے ملک میں ہوا اور کھانے پینے کی تبدیلی سے تندرست ہوتا ہے۔ ویسے ہی دور ملکوں کے رہنے والوں کے بیاہ ہونے میں بھی عمدگی ہے۔" (حوالہ مذکور)

جواب ۴ بعض کو غیر دیس کی آب وہوا موافق نہیں ہوتی وہ کیا کرے؟ جناب پردیس کی تکلیف وہی جانتا ہے جسکو کبھی ایسا واقعہ پیش آیا ہو۔

پانچویں دلیل "نزدیک رشتہ کرنے میں ایک دوسرے کے نزدیک ہونے سے خوشی غمی کا معلوم ہونا اور باہم رنجیدگی کا ہوجانا بھی ممکن ہے۔ دور ملک کے رہنے والوں میں نہیں۔ اور جیسا دور جگھوں کے رہنے والوں کے بیاہ میں دور دور تک محبت کا رشتہ بڑھ جاتا ہے ایسا نزدیک کے رہنے والوں کے بیاہ میں نہیں۔" (حوالہ مذکور)

جواب ۵ بات یہ ہے کہ سوامی جی گھرست آشرم (خانہ داری) میں پڑے نہ تھے بیچارے دور دراز بیٹھے کیا صحیح تعلیم دے سکتے ہیں۔ اُن کو خبر نہیں جس امرتسری کی لڑکی دہلی میں بیاہی ہو اُسکو سال میں ایک دو دفعہ اُس کے غیر وشر میں شریک ہونے کیلئے جانا پڑے تو کیا کچھ مشکلات پیش آتی ہیں۔ بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی مقام میں ہونے سے کیا آرام ہے۔ چونکہ اس امر کا فیصلہ خانگی تجربہ پر مبنی ہے اسلئے ہم اس بارے میں سوامی جی کو معذور جانکر اتنا ہی کہتے ہیں ؎ تو آشنائے حقیقت نۂ خطا اینجاست۔

چھٹی دلیل "دور دور ملک کے حالات اور چیزیں بھی دور رشتہ ہونے میں باہمی امداد سے مل سکتی ہیں۔ نزدیک کے بیاہ ہونے میں نہیں۔ اسیلئے لڑکی کا نام دُوہتا (دختر) اس سبب سے ہے کہ اسکا بیاہ دور ملک میں ہونے سے فائدہ بخش ہوتا ہے۔ نزدیک ہونے میں نہیں" (حوالہ مذکور)

جواب ۶ تو لڑکی بیاہ کر بیوپار کی گویا ایجنسی کھولی جائیگی۔ ممکن ہے ویدک زمانہ میں ایسا کرنے کی ضرورت ہوتی ہو۔ اب تو گھر بیٹھے ہی سب ملکوں کی چیزیں پہنچ جاتی ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ دہلی کے بازاروں میں کس ملک کی چیز نہیں ملتی۔ کہ ایک آریہ اتنی دور دراز ملک (کشمیر وغیرہ) میں لڑکی کی شادی کرے تاکہ وہاں سے سیب اور ناشپاتیاں آئینگی۔ (کیسی خودغرضی ہے۔ ہے رام)

مہاشے سجنو! دختر سے فائدہ ہی لینا ہے تو اسکی آسان ترکیب ہے کہ لڑکے والوں سے کافی رقم لے لیا کرو۔ سناتن دھرمی ہندو لڑکی کے سسرال کے محلہ کے کنوئیں سے پانی بھی نہیں پیتے۔ تم اُن سے مت ڈرو۔ کیا وہ ایسا کرنے سے تمہیں ہندو سنگھٹن سے نکالدینگے؟ ہرگز نہیں نکال سکتے۔ اور اگر وہ ہندو سنگھٹن سے تم کو نکالدیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو تنظیم میں لے لینگے۔

مہاشہ سجنو! ؎ یاں کے آنے کا مقرر قاصد ادہ دن کرے
جو تو مانگیگا دہی دونگا خدا وہ دن کرے

ساتویں دلیل "لڑکی کے باپ کے خاندانمیں مفلسی کا ہونا بھی ممکن ہے۔ کیونکہ جب لڑکی باپ کے خاندان میں آئیگی تب اُسکو کچھ نہ کچھ دینا ہی ہوگا" (حوالہ مذکور)

جواب اب بات پتہ کی کھلی کہ دور رشتہ کرنے میں لڑکی کے باپ کا فائدہ ہے۔ دلیل ششم کو ہفتم سے ملا کر دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کی تعلیم کے مطابق لڑکی کی شادی کرنے میں بڑا قابل لحاظ اصول وہ ہے جس میں باپ کو فائدہ ہو۔ وگرنہ ہیچ۔ ہم بھی اس دور اندیشی کی داد دیتے ہیں اور آریوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ سوامی جی کی ہدایت پر عمل کرکے لڑکیوں کے ذریعہ فوائد حاصل کیا کریں۔ تجارت پیشہ اقوام ہر کام میں تجارتی اصول مدنظر رکھتی ہیں ؎ مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلےٰ

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

آٹھویں دلیل "نزدیک ہونے سے ایک دوسرے کو اپنے اپنے باپ کے خاندان کی مدد کا گھمنڈ۔ اور جب کچھ بھی دونوں میں ناراضگی ہوگی تب عورت فوراً ہی باپ کے خاندان میں چلی جائیگی۔ ایک دوسرے کی مذمت زیادہ ہوگی اور رنجش بھی۔ کیونکہ اکثر عورتوں کا مزاج تیز اور نرم (جلد اثر پذیر) ہوتا ہے۔"

جواب اس دلیل میں تو سوامی جی نے کمال ہی کر دیا۔ کیا مجال کہ خود غرضی کا اصول بھول جائیں۔ افسوس یہ نہ سمجھا کہ مثلاً امرتسری لڑکی امرتسر میں بیاہی ہوئی خاوند سے سوء مزاجی ہونے پر تو وہ باپ کے گھر میں آگئی۔ لیکن دہلی میں خاوند سے لڑکر کہاں جائیگی؟ ہاں چونکہ حسب تعلیم سوامی جی گروکل کی تعلیم یافتہ ہوگی اسلئے وہ اسٹیشن تک تو آجائیگی مگر اتنے لمبے سفر میں دہلی سے امرتسر تک جو اُسکو پریشانیاں ہونگی اُن کا کیا علاج آپ نے بتایا۔ اور اگر وہ وہاں دہلی ہی میں کسی پڑوسی کے گھر میں چھپ رہیگی تو اُس بیچاری نا آشنا کا کون پرسان حال ہوگا۔ جو خاوند یا باپ سے اُسے ملا دیگا۔

آریہ سجنو! جو تم میں سے کرم کنٹھ رکھتے ہیں وہ سوامی جی کی بات پر دل سے

غور کریں اور بتاویں کہ جو مشکلات شہر میں رشتہ کرنے پر سوامی جی بتا رہے ہیں۔ دور ملک میں رشتہ کرنے کی صورت میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں وہ ان مشکلات سے کہاں تک زیادہ ہیں؟ اس کا جواب ہم کسی ناتجربہ کار مجرد نوجوان سے نہیں پوچھتے جس کی بابت یہ کہا گیا ہے ؎

مجرد سب سے اعلیٰ ہے نہ جورو ہے نہ سالا ہے

بلکہ کرم کنٹم والے سے پوچھتے ہیں جو اس ندی میں تیرے ہوئے ہیں۔

آہ سوامی جی زندہ ہوتے تو ہم اُن کی شادی کرا دیتے پھر اُن کو خود بخود حالات اور خانہ داری کی مشکلات معلوم ہو جاتیں۔ سردست ہماری طرف سے ایک بیت اُن کی نذر ہے ؎

عشق کی راہ کٹھن کو کوئی ہم سے پوچھے
قیس کیا جانے غریب اگلے زمانہ والا

سماجی مترو! سنو! نزدیک برادری میں اور نزدیک بستی میں رشتہ کرنے میں جو خرابیاں آپ کے گرو جی نے بتائی ہیں۔ جو فوائد اس میں ہیں وہ ان خرابیوں پر غالب ہیں۔ رشتہ نکاح کے دو حال ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یا تو میاں بیوی کی بن آتی ہے تب تو آنند سے رہتے ہیں کسی کی مداخلت کی نہ حاجت نہ ضرورت۔ یا کچھ سوء مزاجی پیدا ہو جاتی ہے تو اُس کے دور کرنے میں فریقین کے تعلقدار کوئی لڑکی کا چچا ہے تو وہی لڑکے کا ماموں ہے۔ کوئی لڑکی کا خالو ہے تو وہی لڑکے کا چچا ہے۔ غرض ایک دوسرے سے جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ ایک ہی بستی میں رہتے ہیں۔ ایک کو دوسرے کی عزت کا اندازہ ہے۔ ایک کو دوسرے کا سو طرح سے لحاظ ملاحظہ ہے۔ جو بے تعلق لوگوں اور مسافری میں نہیں ہوتا اسلئے سوء مزاجی رفع کرنے میں یہ اسباب بہت مفید ہوتے ہیں جو دور دراز میں نہیں ہو سکتے۔ مگر سوامی جی پر یہ واقعات پیش نہ آئے تھے

اس لئے وہ معذور ہیں۔ سچ ہے ؎

قدر ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

خدا کے سچے نبی اسی لئے خدا نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو ازواج اور اولاد والا بنایا۔ چنانچہ ارشاد ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (پ ۱۳)

یعنی ہم نے نبیوں کو بیویاں اور اولاد دیں۔ تاکہ وہ جو حکم دیں اُس کا اندازہ پہلے خود اُنکو ہو۔

بیاہ کی قسمیں

اہل علم جانتے ہیں کہ قسمیں وہی ہو سکتی ہیں جن پر مقسم صادق آسکے۔ مثلاً انسان کی قسمیں ہندی۔ چینی۔ افغانی۔ ایرانی۔ جاپانی وغیرہ ہیں۔ ان سب پر انسان بولا جاتا ہے۔ کوئی چیز ایسی ہو کہ اُس پر انسان بولا نہ جائے تو وہ انسان کی قسم نہ ہوگا جیسے پتھر۔ درخت وغیرہ۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حجر شجر وغیرہ انسان کی قسمیں ہیں۔ اسلئے نکاح کی قسموں میں وہی صورت داخل ہوگی جسکو نکاح یا شادی کہہ سکیں۔ شادی میں وہی تعلق آسکتا ہے جس کو مذہبی اور قومی طریق سے جائز کہا جاسکے۔ مثلاً بازاری زناکاری یا خفیہ یارانہ رکھنے والوں کا تعلق نکاح یا شادی نہیں کہا جائیگا۔ اس اصول کو یاد رکھکر نکاح آریہ کی قسمیں سنئے۔

سوامی جی کی اس بارے میں دو کتابوں میں تحریریں ہیں جو ایک دوسرے کی تشریح ہیں۔ اسلئے ہم دونوں کو یکے بعد دیگرے یہاں نقل کرتے ہیں۔

بیاہ کی آٹھ قسمیں "بیاہ آٹھ قسم کا ہوتا ہے۔ ایک براہم۔ دوسرا دیو۔ تیسرا آرش چوتھا پرجاپت۔ پانچواں آسُر۔ چھٹا گاندھرب۔ ساتواں راکھشس۔ آٹھواں

پیشاچ۔" (ستیارتھ باب ۴ ص۱۷)

پھران میں سے ہرایک کی تعریف اور تفصیل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۱) براہم "دولہا دُلہن دونوں کامل برہمچاری۔ پورے فاضل۔ دھارمک اور نیک سیرت ہوں اُن کا باہم رضامندی سے بیاہ ہونا براہم کہلاتا ہے۔" (ستیارتھ)

اسکی تشریح میں دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں۔

"کنیا کے قابل۔ شوشل۔ وِدوان پُرش کا سنسکار کرکے کنیا کو اچھے لباس وغیرہ سے آراستہ کرایسے اُتم پرش (بھلے آدمی) کو بلا جس سے کنیا کی پوری مطابقت اور پرسنتا (خوشی) ہو کنیا دینا یہ براہم وواہ کہلاتا ہے۔" (اُردو سنسکار ودھی ص۲۸۹)

(۲) دیو "بڑے یگیہ میں عمدہ طور پر یگیہ کرتے ہوئے داماد کو زیور پہنی ہوئی لڑکی کا دینا دیو کہلاتا ہے۔" (ستیارتھ باب ۴ ص۱۷)

اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"ایک بڑے پیمانے کے یگیہ میں بڑے بڑے عالم و فاضل لوگوں کو بلا کر اُسمیں کرم کرنے والے وِدوان کو اچھے لباس وغیرہ سے آراستہ کرکے کنیا دینا یہ دیو وواہ کہلاتا ہے۔" (اُردو سنسکار ودھی ص۲۸۹)

(۳) آرش "دولہا سے کچھ لیکر وواہ ہونا آرش۔" (ستیارتھ پرکاش)

اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"ایک گائے۔ بیل کے جوڑے یا دو جوڑے وَر (دُلہا) سے لیکر دھرم کے مطابق کنیا دان کرنا آرش وواہ کہلاتا ہے۔" (اُردو سنسکار ودھی)

(۴) پرجاپتیہ "دونوں (دُلہا دُلہن) کا بیاہ دھرم کی ترقی کیلئے ہونا پرجاپتیہ۔" (ستیارتھ)

اس کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

"کنیا (دُلہن) اور وَر (دُلہا) کو یگیہ شالہ میں تمام کارروائی ودھی پوروک (باطریقہ) کرکے سب کے سامنے "تم دونوں ملکر گرہست آشرم کے فرائض کو

ٹھیک طور پر سرانجام دو" یہ الفاظ کہکر دونوں کی رضا و رغبت اور پور خوشی سے شادی کرنا یہ پرجاپت وواہ ہے" (سنسکار ودھی اردو)

(۵) آسُر | دُلہا اور دُلہن کو کچھ دیکر بیاہ کرنا آسُر" (ستیارتھ)

اس کی تشریح یوں لکھتے ہیں۔

"وَر (دُلہا) کے خاندانوں کو حتی المقدور دھن وغیرہ دیکر ہوم وغیرہ کی کارروائی کرکے کنیا دینا یہ آسُر وواہ ہے" (اردو سنسکار ودھی)

(۶) گاندھرب | "بے قاعدہ بے موقع کسی وجہ سے دُلہا دُلہن کا بامرضی میل ہونا گاندھرب ہے" (ستیارتھ)

اس کی تفصیل یوں لکھتے ہیں۔

"وَر (دُلہا) اور کنیا (دُلہن) کی خواہش سے دونوں کا سمبندھ (تعلق) ہونا اور یہ خود ہی مان لینا کہ ہم دونوں اب عورت کے تعلق میں ہیں۔ یہ جذبات حیوانی سے متاثر ہوکر کیا جانے والا گاندھرب وواہ کہلاتا ہے" (سنسکار ودھی)

(۷) راکھشش | "لڑائی کرکے۔ جبراً یعنی چھین جھپٹ یا فریب سے لڑکی کو حاصل کرنا راکھشش (ہے)" (ستیارتھ باب ۴ ع ۴۱)

اس کی تشریح فرماتے ہیں

"کنیا (دلہن) کو اُسکی مرضی کے خلاف اور اُسکی مدد کرنیوالوں کو شکست دیکر روتے چلاتے کانپتے اور آہ و پکار کرتے جسمانی طاقت سے چھین لیجاکر شادی کرنا یہ راکھشش وواہ کہلاتا ہے" (اردو سنسکار ودھی)

(۸) پیشاچ | "سوئی ہوئی۔ یا شراب وغیرہ پی کر بیہوش ہوئی ہوئی یا پاگل لڑکی سے بالجبر ہمبستر ہونا پیشاچ بیاہ کہلاتا ہے" (ستیارتھ)

اس کی تشریح فرماتے ہیں۔

سوتی ہوئی۔ پاگل۔ بیہوش۔ نشہ میں سرشار ہوکر بدمست پڑی عورت کو علیحدہ اُسکی عصمت دری کرنا پیشاچ وواہ کہلاتا ہے" (اردو سنسکار ودھی صفحہ ۳۹)

ناظرین! پچھلی چار قسمیں خاصکر ساتویں آٹھویں قسم کو بغور دیکھیں کہ کہانتک بات پہنچتی ہے۔ اس تعلیم کے اثر سے کوئی شریف خاندان محفوظ رہ سکتا ہے؟

اُف رے ظلم | والیان دختر سے لڑکر۔ لڑکی کو جبرًا چھین کر۔ ہائے توبہ شراب پلاکر (ہے رام!) پاگل لڑکی کو لیجاکر شادی کیجائے۔ اور آریہ دھرم اُس کو شادی کی قسم میں داخل کرے (اے پرماتا دھرتی انتر تھ کیوں نہیں ہو جاتی) ہاں اسمیں شک نہیں کہ سوامی جی نے پچھلی چار قسموں کی نسبت مندرجہ ذیل رائے لکھی ہے

"ان چار قسم کے بُرے وواہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ جھوٹی۔ وید ودیا کی مخالف۔ بُرے خیالات وجذبات رکھنے والی قابل نفرت اور بدنام ہوتی ہے اسلئے تمام انسانوں کو واجب ہے کہ جن بُری قسم کی شادی سے انسانی سوسائٹی میں بُرے لوگوں کی تعداد بڑھتی ہے (یعنی بُری اولاد پیدا ہوتی ہے) ایسے چار قسم کے وواہ کو ترک کردیں۔ اور جن پہلے چار قسم کے وواہ سے نیک بچے پیدا ہوکر سوسائٹی کا ایک اعلےٰ جزو بنتے ہیں ایسے قابل تعریف وواہ کریں"۔

(اُردو سنسکار ودھی صفحہ ۳۹)

جواب | ہم اپنے تمہیدی نوٹ میں قسم اور مُقسم کی نسبت بتا چکے ہیں اسلئے سوامی جی اور آریہ سماجی ان قسموں پر کتنا ہی اظہار رنج کریں ہمارے اعتراض کو دور نہیں کرسکتے۔ ہم تو یہ کہینگے کہ گو یہ چار قسمیں بد ہیں بلکہ بدتر ہیں لیکن نکاح کی قسمیں تو ہیں۔ مثلاً کوڑھی انسان کیسا ہی بُرا اور مردود ہے لیکن انسان کی قسم تو ہے۔ یہ چار قسمیں گو بُری ہیں مگر بیاہ کی قسمیں تو ہیں۔ بیاہ اور زنا میں جو فرق ہے وہ یہی ہے کہ بیاہ میں عورت مرد کا ملاپ جائز ہے اور زنا میں ناجائز۔ یہ چار شادیاں اگر بیاہ کی قسمیں ہیں جیسا کہ سوامی کی تحریر سے ثابت ہے تو کوئی شک نہیں کہ ذریعہ اور طریقہ گو اسکا ناپسند ہے مگر

اصل غرض تو جائز ہے یعنی استری پُرش کا ملاپ۔ ورنہ ان کو زنا کی اقسام میں شامل کرنا چاہیئے تھا۔ بیاہ (شادی) میں کیوں کیا۔

ایک سوال سماجیوں سے فیصلہ کُن سوال یہ ہے کہ ان چار قسموں کے بعد مرد عورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس مرد کی (ہاں اُس مرد کی جو جبرًا بیگانی لڑکی کو لڑکر لیگیا۔ ہاں اُس مرد کی جس نے بیگانی لڑکی کو شراب پلاکر اپنی استری بنایا اور ملاپ کیا۔ اس میں سے پیدا شدہ اولاد اُس مرد کی) کہلاکر اُسکی جائز وارث ہوگی؟ یعنی اُسکے مال و اسباب کے ترکہ کی مالک ہوگی یا نہیں؟ ضرور ہوگی اور یقینًا ہوگی۔ چنانچہ آریوں کی شہادت اس بارے میں یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں جہاں یہ ذکر ہے طبع چہارم میں وہاں ایک فقرہ قوس کے درمیان زیادہ کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔

"**بیاہ کی آٹھ قسمیں** بیاہ (یعنی اولاد پیدا کرنیکا طریق") (صفحہ ۱)۔

اس زیادتی میں آریوں نے یہ بتایا ہے کہ بیاہ جسکی یہ آٹھ قسمیں ہیں وہ اولاد پیدا کرنیکا جائز اور دھرمی طریقہ ہے۔ اگر دھرمی طریقہ ہے تو یہ اولاد والد کے ترکہ وغیرہ کی مالک بھی ہوگی۔ تو پھر اس تعلق کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے؟ یہ قسمیں بالکل ناجائز ہوتیں تو چاہیئے تھا کہ ان قسموں کی اولاد اس مرد کی جائز وارث نہ ہوتی۔ بلکہ مثل زنا زادوں کے ترکہ سے محروم ہوتی۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ یہ چار قسمیں نکاح کی قسمیں ہی نہ ہوتیں بلکہ زنا کی قسمیں ہوتیں۔ جیسے اسلام کا ایسی قسموں کی بابت فتوےٰ ہے۔ جب بیاہ کی قسمیں ہیں تو اس کا نتیجہ کم سے کم اتنا تو صاف اور بالکل صحیح ہے کہ ان صورتوں میں استری پُرش کا ملاپ جائز ہوگا۔

صاحب اولاد سجنو! سچ کہنا اور پرمیشور کو سامنے دیکھکر کہنا کہ خدا نخواستہ تمہارے گھر پر کوئی ظالم اس قسم کا چھاپہ مارے یعنی تم سے لڑکر

تم کو اور تمہارے خاندان کو شکست دیکر یعنی قتل عام کرکے تمہاری لڑکی کو چھین جھپٹ کر یا دھوکہ سے شراب پلاکر ظالم راکھشش معصومہ کو اُڑا کر لیجاٹے اُسکے بعد ساری عمر تمہارے سینہ پر مونگ دلتا ہوا اُس معصومہ سے ملاپ کرتا رہے یہانتک کہ اُس سے اولاد پیدا ہو جاٹے۔ تو کیا تم اُس کے ننہال کہلانا پسند کروگے؟ اس کا فیصلہ کرتے ہوٹے اپنے ضمیر سے سوال کرکے بتاناکہ آریہ دھرم کی تعلیم کہانتک انسانی طبیعت اور غیرت کے موافق ہے؟ ؎

آپ ہی اپنے ذرہ نیم ودھرم کو دیکھو
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

نکاح کرنے کا طریق

آرین ایجنسی

پیاسو اسبیل سے سرِ کوثر لگی ہوئی

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ سوامی دیانند نے آریوں کو سب کچھ سکھایا ہے یہ اور بات ہے کہ آریہ سماجی بے پرواہی سے اُسپر عمل نہ کریں۔ سوامی جی نے نکاح کا جو طریق بتایا ہے قابل دید وشنید ہے۔ فرماتے ہیں

"لڑکی اور لڑکے کا شادی سے پہلے اکیلی جگہ میں میل نہ ہو۔ کیونکہ جوانی میں عورت مرد کا اکیلی جگہ میں ٹھیرنا موجب خرابی ہے۔ لیکن جب لڑکی یا لڑکے کی شادی کا وقت ہو۔ یعنی ایک برس یا چھ مہینے برہمچریہ آشرم اور تحصیل علم کے ختم ہونے میں باقی رہیں۔ تب اُن لڑکی اور لڑکوں کا پرتی بمب یعنی عکس جسکو فوٹو کہتے ہیں یا تصویر اُتار کر لڑکیوں کے پڑھانیوالیوں کے پاس کنوارے لڑکوں کی لڑکوں کے اُستادوں کے پاس لڑکیوں کی تصویریں بھیج دیں۔ جس جس کا روپ

ملجائے اُس اُس کے اِتی ہاس یعنی پیدائش سے لیکر اُس دن تک جنم چرتر یعنی سوانح عمری کی کتاب ہو۔ اُس کو پڑھانے والے منگوا کر دیکھیں۔ جب دونوں کے وصف۔ عمل۔ فطرت۔ مطابق ہوں تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھیں۔ اُس اُس لڑکے اور لڑکی کی عکسی تصویر اور اِتی ہاس لڑکی اور لڑکے کے ہاتھ میں دیدیں۔ اور کہیں کہ اس میں جو تمہاری منشا ہو سو ہم کو بتا دینا۔ جب اُن دونوں کا پختہ ارادہ باہم شادی کرنیکا ہوجائے تب اُن دونوں کا سماورتن (گروکل سے واپسی) ایک ہی وقت میں ہونا چاہئے اگر وے دونوں پڑھانیوالوں کے سامنے بیاہ کرنا چاہیں تو وہاں۔ نہیں تو لڑکی کے ماں باپ کے گھر میں بیاہ ہونا مناسب ہے۔ جب وے سامنے ہوں تب اُن اُستادوں یا لڑکی کے ماں باپ وغیرہ نیک آدمیوں کے سامنے اُن دونوں کی آپس میں بات شاستر آرتھ کرانا اور جو کچھ پوشیدہ بات پوچھیں وہ بھی مجلس میں لکھکر ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیکر سوال وجواب کرلیں جب دونوں کی پوری رغبت بیاہ کرنے میں ہوجائے تب سے اُن کے خور ونوش کا عمدہ انتظام ہونا چاہئے کہ جس سے اُن کا جسم جو پہلے برہم چریہ اور علم حاصل کرنے کی ریاضت اور تکلیف میں کمزور ہوتا ہے وہ چاند کی کلا کی مانند تھوڑے ہی دنوں میں بڑھکر طاقتور ہوجائے۔ پھر جس دن لڑکی رجسلا (حیض والی) ہو کر جب نہا دھولے تب ویدی اور منڈپ بناکر کئی خوشبودار چیزیں اور گھی وغیرہ کا ہوم نیز اپنے (واقف کار) فاضل مرد عورتوں کی مناسب عزت کریں" (ستیارتھ باب ۴ صـ ۱۲۲)

سماجی سجنو! آجتک اگر اسپر عمل نہ کیا نہ سہی۔ ابتو سنگھٹن کا زمانہ ہے اب تو شروع کردو۔ سناتن دھرمی ہندوؤں کی پھبتیوں کا اندیشہ تھا تو وہ اب نہیں رہا۔ کیونکہ جب سے تم لوگوں نے سنگھٹن کے خیال سے اُن کے خلاف دھرم (بت پرستی۔ شرادھ وغیرہ) کاموں پر مخول اُڑانا چھوڑ دیا

سے وہ بھی تم کو کچھ نہیں کہینگے۔ بیشک ایسی نکاح ایجنسی کھول دینی چاہئے

میاں بیوی کے ملاپ کا طریق

سوامی دیانند چونکہ ساری عمر مجرد رہے گھرست آشرم (اُمور خانہ داری) سے واقف نہ تھے۔ نہ آپ کو الہام ہوتا تھا کہ بانی فطرت کی طرف سے تعلیم پہنچتی۔ اسلئے جو کچھ آپ کے دل میں آتا کہہ ڈالتے۔ ماننے کو آریہ سماجی تیار ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ بیوی خاوند کا باہمی ملاپ کرنا ایک قدرتی تعلیم ہے جو انسان کے علاوہ حیوانات بھی کرتے ہیں۔ ورنہ مرغ۔ کبوتر۔ چڑا۔ بلکہ چیونٹی تک کو کون سکھاتا ہے؟ وہی صانع عالم جسکی شان ہے۔

اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

(اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اُسکی ضروریات کی اُسے سوجھ دی)

یقینی بات ہے کہ جب حیوانات چڑی چیونٹی تک کو خدائے پرماتما نے یہ تعلیم دے رکھی ہے تو انسان کو کیوں نہ دی ہوگی۔ جو کچھ اُس نے سکھایا ہے۔ چونکہ سب لوگ خصوصاً ہمارے مخاطب نوجوان آریہ سماجی خوب جانتے ہیں اسلئے ہم اُسکا ذکر نہیں کرتے بلکہ جو کچھ سوامی جی نے سکھایا ہے وہ بتاتے ہیں تاکہ نوجوان آریہ سماجی اندازہ کر سکیں کہ سوامی جی کی تعلیم یعنی ویدک دھرم خدائی تعلیم کے مطابق ہے؟ سوامی جی لکھتے ہیں۔

"آدھی رات یا دس بجے نہایت خوشی سے سب کے سامنے پانی گرہن (ہتھلیوا) سے بیاہ کرنے کے طریق کو پورا کرنے کے بعد خلوت میں چلے جاویں۔ مرد منی ڈالنے اور عورت منی کھینچنے کی جو ترکیب ہے اُسی کے مطابق دونوں کریں۔ جہاں تک بنے وہاں تک برہم چریہ کے دیریہ کو فضول یا ضائع نہ کریں۔ کیونکہ اُس دیریہ یا بیج

سے جو جسم پیدا ہوتا ہے وہ بینظیر عمدہ اولاد ہوتی ہے - جب ویرج کے رحم میں گرنے کا وقت ہو - اُسوقت عورت مرد دونوں بے حرکت ناک کی سامنے ناک آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم رکھیں - اور نہایت خوشدل رہیں - ہلیں نہیں۵؎ - مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے اور عورت ویریہ حاصل کرنے کیوقت اپان وایو (سانس) کو اوپر کھینچے - جائے مخصوص کو اوپر سکوڑ ویریہ (نطفہ) کو اوپر کشش کرکے رحم میں ٹھیرا دے - پھر دونوں صاف پانی سے غسل کریں "

(ستیارتھ باب ۴ ص ۴۳)

اس حکم میں سوامی جی نے جس حرکت سے منع کیا ہے - آریہ سماجی شہادت دینگے کہ اُسی حرکت میں ساری برکت ہے - مزید تفصیل کی حاجت نہیں کیونکہ یہ ایک فطری (نیچرل) فعل ہے جسے ہر ایک بوڑھا جوان بلکہ حیوان بھی جانتا ہے -

یہ تو ہے خاوند بیوی کے ملاپ کا طریق - سوامی جی نے حمل ٹھیرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے بلکہ لڑکے لڑکیاں بنانے کا ڈھب بھی سکھایا ہے

نوٹ آئندہ اقتباس میں بعض ہندی آئینگے - ناظرین اُن کا ترجمہ پہلے سُن لیں - پورنماشی (چاند کی چودہویں رات) اماوس (چاند کی اُنتیسویں شب) چودس (چاند کی اٹھائیسویں شب) اشٹمی (چاند کی بائیسویں رات)

اب سنئے سوامی جی کا حکم - فرماتے ہیں -

"**رتودان کا وقت** منو وغیرہ مہارشیوں نے رتودان (ہمبستری) کے وقت کا فیصلہ اس طرح سے کیا ہے کہ ہمیشہ مرد ایام حیض کے بعد استری سے سنگم (ملاپ) کرے - اپنی عورت کے سوائے کبھی دوسری عورت کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے اور اسی طرح عورت بھی اپنے خاوند کے بغیر دوسرے مرد کے خیال سے ہمیشہ علیحدہ رہے - جو ہمیشہ اپنی عورت سے خوش رہکر استری ورت دھرم کا پالن کرتا ہے جیسے

۵؎ سماجیو! دیکھنا ہلنا نہیں - (مصنف)

کہ پتی برتا استری اپنے پتی کو چھوڑ کبھی کسی غیر مرد کا دھیان نہیں کرتی۔ ایسے پُرش کو چاہئے کہ رتودان کے سولہ دنوں میں پورنماشی۔اماوس۔چودس اور اشٹمی آوے ان دنوں کو چھوڑ دے۔ان چار دنوں میں استری پُرش کبھی بھوگ نہ کریں۔استریوں کا قدرتی رتو کال ۱۶ راتوں کا ہے۔یعنی حیض (جس روز حیض آوے) سے لیکر سولہویں دن تک۔ان میں سے پہلی چار راتیں یعنی جس دن رجسولا ہو اس دن سے لیکر چار دن ممنوع ہیں۔پہلی دوسری تیسری اور چوتھی رات میں پُرش بھولکر بھی استری کے پاس جانے کا خیال تک نہ کرے اور استری بھی بالکل علیحدہ ہی رہے۔یہاں تک کہ رجسولا کے ہاتھ کا چھوا پانی بھی نہ پیویں۔نہ وہ استری کچھ کام کرے صرف علیحدگی میں شانتی سے بیٹھی رہے۔ان چار راتوں میں عورت و مرد کا ملاپ سراسر فضول اور سخت مہلک بیماریوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ان دنوں استری کے جسم سے ایک طرح کا زہریلا خون نکلتا ہے جیسے کسی پھوڑے سے پیپ یا خون خارج ہوتا ہے اسلئے ان دنوں سانگم کرنا نہایت خطرناک ہے۔اور جسطرح پہلے چار دن رتو دان کیلئے ممنوع ہیں۔ویسے گیارہویں اور تیرھویں رات بھی منع ہے۔باقی دس رات گربھادھان کے لائق ہیں۔جن کو لڑکے کی خواہش ہو وہ چھٹی آٹھویں دسویں۔بارہویں۔چودھویں اور سولہویں۔ان راتوں کو اپنے لئے اچھا جانیں لیکن ان میں بھی پہلی دو راتیں یعنی چھٹی اور آٹھویں بہت اچھی ہیں۔اور جن کو کنیا کی خواہش ہو وہ پانچویں۔ساتویں۔نویں اور پندرہویں۔یہ چار راتیں اچھی سمجھیں۔اور پُتر کی خواہش رکھنے والا جفت راتوں میں رتو دان دے۔"

(اُردو سنسکار ودھی صفحہ ۲۲۲)

تشریح مطلب یہ ہے کہ ایام حیض میں جماع کرنا تو طبعاً ممنوع ہے ان کے علاوہ پہا ند کی چودھویں۔بائیسویں۔اٹھائیس اور انتیسویں راتوں میں بھی عورت مرد باہمی ملاپ نہ کریں۔نیز یوم حیض سے گیارہویں اور

تیرہویں رات کو بھی (گو خون بند ہو) پرہیز رکھیں۔
چنانچہ اس کی تشریح سوامی جی کی دوسری کتاب سے یوں ملتی ہے۔ فرماتے ہیں۔
"حیض کے نمودار ہونے کے پانچویں دن سے لے کر سولہویں تک جو ہم بستری کا وقت ہے۔ اُس سے پیشتر کے چار دن ترک کر دینے چاہئیں۔ باقی جو بارہ دن رہے ان میں سے گیارہویں اور تیرہویں رات کو چھوڑ کر باقی دس راتوں میں عمل متعلقہ حمل اچھا ہے" (ستیارتھ باب ۴ ع ۳)

لٹریری سوال

ہمارا خیال ہے کہ آریہ سماجی وِدوانی میں فلسفہ سائنس کے مدعی ہیں تو زبان دانی میں بھی کم نہیں۔ اس لئے ہم ایک لٹریری (ادبی) سوال اُن سے پوچھتے ہیں کہ سوامی جی نے عبارت مرقومہ میں جو اتنی پیچیدہ عبارت میں حکم بتایا ہے کیا وہ آسان طریق سے یوں نہیں بتایا جا سکتا کہ
"حیض کے نمودار ہونے سے چار روز تک اور گیارہویں اور تیرہویں تاریخ ترک کر دینی چاہیئے"
سوامی جی نے جو طریق بیان اختیار کیا ہے وہ تو سر کے اوپر سے کان پکڑنے کی مثال ہے۔ کیا عالموں اور ودوانوں کے لئے فصاحت و بلاغت کا جاننا اور اُن کے قواعد کا پابند رہنا ممنوع ہے یا ضروری نہیں۔

آریہ نوجوانو!

ٹائم از منی (Time is Money) کو اپنا اصول بنانے والو!
سوچو تو سہی سوامی دیانند جی تمہارے اوقات

کا خون کس بے دریغی سے کر رہے ہیں۔ کہ خواہ مخواہ تمہارے ایک جائز وصال میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ جس پر تمہاری زبان سے یہ شعر موزوں ہے ؎

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسماں صیاد

اچھا یہ تو بتاؤ کہ ایام حیض میں تو بھلا ایک مانع معقول ہے جس کو قرآن شریف نے نہایت احسن طریق سے فرمایا ہے

قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ (پ ع)

(یعنی حیض ناپاکی ہے اس میں عورتوں سے کنارہ کش رہا کرو)

قرآن مجید نے مدت حیض میں ملاپ سے منع فرمادیا ہے۔ دن مقرر نہیں کئے۔ یہ تو ایک معقول بات ہے کہ جب تک خون رہے ملاپ نہ کرو۔ لیکن یہ کیا معقول ہے کہ

"خون کے نمودار ہونے سے چار روز تک ملاپ نہ کرو"

یعنی دنوں کی پابندی کیوں؟ اگر کسی عورت کو دو تین دن حیض آکر بند ہو جائے تو وہ کیوں چار روز تک رُکے اور اگر کسی کو دس روز تک آتا رہے (چنانچہ دونوں مثالیں ملتی ہیں کوئی فرضی نہیں) تو اُسکا مرد نویں سے کیوں شروع کرے۔

لطف یہ ہے کہ جب فتوائے سوامی جی حیض کی پہلی سے چھٹی۔ آٹھویں اور دسویں لڑکے پیدا کرنے کی تاریخیں ہیں۔ حالانکہ اُس بیچاری کو ان تاریخوں میں حیض کا خون جاری رہنا ممکن ہے۔

سماجی سجنو! اور سنو! سوامی جی فرمایا کرتے تھے اور تم لوگ تصدیق کرتے تھے کہ پرانوں کی کتابیں ان کے مصنفوں نے بھنگ کے نشہ میں لکھی ہیں ہم نہیں کہہ سکتے یہ اُن کا قول کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن آپ لوگ یہ تو بتا سوامی جی کس حالت میں یہ حکم جاری کر رہے ہیں کہ

"حیض کے نمودار ہونے کے دن سے لیکر سولہویں رات کے بعد ہمبستری (صحبت) نہیں کرنی چاہیئے" (ستیارتھ باب ۲ ۳۔)

کیوں؟ چاہے ان دنوں میں عورت کو حیض جاری ہو یا نہ ہو؟ حالانکہ عام طور پر استری کو ایک مہینہ میں ایک دفعہ حیض آتا ہے۔ بھلا جس عورت کی یہ عادت ہو کہ مہینے کی پہلی تاریخ اسکو حیض آتا ہے اور پانچ چھ روز تک رہتا ہے پھر اخیر مہینے تک خون بند رہتا ہے وہ کیوں سترہویں تاریخ سے پندرہ روز بندش میں ضائع کرے۔ بحالیکہ فریقین جوان ہیں۔ حالانکہ پہلی تاریخ سے آٹھویں تک پھر اسکو بندش کا حکم ہے۔ آخر اس حکم کی کوئی حکمت بھی ہے یا بقول سوامی جی کسی خاص حالت میں یہ احکام لکھے گئے ہیں ؎

لطف پر لطف ہے املا میں مرے یار کی یار ۔ عاجطی سے گدرح لکھتا ہے ہوزسی ہمار

نکاح دائم۔ لازم غیر منفک عقد ہے یا قابل فسخ

ہم دیکھتے ہیں اور فلسفہ قدرت شہادت دیتا ہے کہ جو تعلق انسانی فعل کے ذریعہ سے ہوتا ہے وہ ضرور منفک ہو جاتا ہے یا قابل انفکاک ہوتا ہے۔ انسانی رشتے دو قسم کے ہیں۔ ایک قدرتی جو بچے کے پیدا ہوتے ہی اُس سے متعلق ہو جاتے ہیں۔ جیسے ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بہن وغیرہ۔ جونہی بچہ پیدا ہوا ماں۔ ماں بنی۔ باپ۔ باپ بنا۔ پھر چاہے وہ بچہ باپ کے مذہب اور خیالات پر رہے یا نہ رہے۔ جب کبھی وہ ولدیت لکھائیگا تو وہی لکھائیگا جسکے ہاں

پیدا ہوا تھا - برخلاف اس کے نکاح کا تعلق چونکہ انسانی فعل سے ہوتا ہے اس لئے یہ تعلق مثل دوسرے تعلقات (دوستی دشمنی وغیرہ) کے ہے ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کے دوستانہ تعلقات کتنے لوگوں سے آجتک ہوئے اور کتنوں سے ٹوٹے - یہی حالت تعلق نکاح کی ہے -

مسئلہ طلاق اسلام میں مسئلہ طلاق اسی فلسفہ قدرت کے اصول پر مبنی ہے - آریہ سماجی اسلام کے مسئلہ طلاق پر منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کیا کرتے ہیں - مگر وہ اپنے سوامی کے فرمان پر نظر نہیں کرتے جو طلاق سے بڑھکر ہے - اسلامی طلاق تو کسی ان بن پر مبنی ہے جسکی اصلاح نہ ہو سکے - لیکن سوامی دیانند جی نے جو طلاق بتائی ہے وہ ایسے افعال پر بھی ہے جو بیچاری عورت کے بس میں نہیں - چنانچہ فرماتے ہیں -

"عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس - اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس - جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہویں برس تک - اور جو بدکلام بولنے والی ہو اُس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے" (ستیارتھ باب ۴ ص ۱۳۹)

مہاشہ سجنو! مسئلہ نیوگ پر اسوقت ہماری بحث نہیں - اس کیلئے ہمارا رسالہ "شادی بیوگان اور نیوگ" دیکھو - یہاں ہمارا مقصد لفظ "چھوڑ کر" کو آپکی نگاہ میں لاتا ہے - پس آپ اسے دیکھئے اور بتائیے کہ یہ کیا غضب ہے کہ اولاد پیدا نہ ہو - یا لڑکیاں پیدا ہوں تو عورت کو چھوڑ کر دوسری جگہ تعلق پیدا کیا جائے - کیا یہ دونوں افعال عورت کے اختیاری ہیں؟ جن پر اُس بیچاری کو چھوڑنے کا فتوے دیا جاتا ہے -

سوامی جی! ؎

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا؟
یہ تیرے ہی زمانے میں دستور نکلا -

نکاح بیوگان

ہم شروع میں بتا آئے ہیں کہ نکاح کی ضرورت ایک تیسری خواہش کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے نر کو مادہ کی اور مادہ کو نر کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ فلسفہ قدرت بتا رہا ہے کہ یہ ضرورت جیسی کنوارے کنواری کو ہے ویسی رانڈ۔ رنڈوے کو بھی ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ۔ اسلام اس قدرتی اصول کو ہمیشہ تک نباہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ

(مسلمانو! بیوگان کی شادی کردیا کرو)

برخلاف اس کے آریوں کے گرو سوامی جی فرماتے ہیں

"برہمن۔ کھشتری۔ اور ویش ورنوں (یعنی شریف ذاتوں) میں جن مردوں اور عورتوں کی مجامعت ہو چکی ہو اُن کا مکرر بیاہ نہ ہونا چاہئے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ ص ۱۰۹)

آریوں (اور ہندوؤں) میں چار ذاتیں ہیں۔ برہمن۔ کھشتری اور ویش۔ برہمن علم دار۔ کھشتری سپاہ پیشہ۔ ویش تجارت پیشہ۔ یہ تینوں ذاتیں شرفا کی ہیں جن کو یہ لوگ "دوِج" کہتے ہیں۔ چوتھا طبقہ ہے شودر۔ جو نوکری پیشہ اور نیچ لوگ ہیں۔ سوامی جی فرماتے ہیں "پہلے تین طبقوں کے شریف لوگوں میں رانڈ۔ رنڈوے کا نکاح ثانی جائز نہیں۔ رنڈوہ مرد ہو یا رانڈ عورت سب برابر ہیں"

سوامی جی کے اس اَن نیچرل (خلاف قانون قدرت) حکم نے آریوں پر کیا اثر پیدا کیا اور اُنہوں نے اس حکم کو کہاں تک عزت کی نگاہ سے دیکھا وہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ خود آریوں کے لفظوں میں بتاتے ہیں "جادو وہ جو

سر پہ چڑھ کے بولے"۔ لاہور کا اخبار آریہ گزٹ بیچاری رانڈوں کا نہایت دردناک مرثیہ لکھتا ہے۔ جسکی سرخی ہے

"ہندو ودھواؤں کی ناگفتہ بہ حالت"

اس سرخی کے نیچے حسب حال ایک شعر لگا کر ہم اس سرخی کو مزین کرتے ہیں وہ شعر یہ ہے ؎

فغاں میں۔ آہ میں۔ فریاد میں شیون میں۔ نالے میں
سناؤں حالِ دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ لکھتے ہیں۔

" اگر ملک میں ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے بھارت ورش (ہند) میں کسقدر ودھوائیں (بیوائیں) ہیں اور ان بیچاریوں کی جو درگتی ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ہماری ظالم ہندو قوم ان پر کسقدر ظلم کر رہی ہے[۵۱]۔ آج انکا حامی و مددگار سوائے پرماتما کے کوئی نہیں جس وقت ایک نوجوان سترہ اٹھارہ سال کی خوبصورت لڑکی ودھوا (بیوہ) ہو جاتی ہے اور اسکی دوبارہ کوئی شادی نہیں ہوتی اور اس بیچاری کو تن تنہا اپنی زندگی کے دن کاٹنے پڑتے ہیں۔ وہ اسطرح تڑپتی ہے جیسے کہ مچھلی بن پانی۔ دوسرے ہمارے مہربان بھائی انکے ساتھ بہت ہی برا سلوک کرتے ہیں۔ جبدن سے وہ ودھوا ہوئی اس کیلئے اُسی دن سے دنیا کے سب آرام کافور ہو جاتے ہیں۔ نہ انکو اچھا کپڑا نہ اچھا زیور نہ ہی اچھا کھانا دیا جاتا ہے۔ کوئی عیش و آرام ان کیلئے نہیں ہے۔ گھر والے اسکو نہ رنگدار کپڑا پہننے دیتے ہیں نہ ہی آنکھوں میں سرمہ لگانے دیتے ہیں۔ دیکھئے صاحب! ایک مصیبت تو ان پر قدرت کیطرف کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ دوسری طرف بندوں کی طرف سے بجائے اسکے کہ وہ ان سے مہر کا سلوک کریں انکو تسلی دیں۔ یہ الٹی ان سے بدسلوکی کر کے انکے دلوں کو دکھا رہے ہیں نہ اس سے بات چیت کر کے خوش ہیں اور نہ ہی آنکھوں کے سامنے دیکھکر + + +

جب انسان* کو دوسرا بیاہ کروا لینے کا حق ہے[۵۲] تو انکو کیوں یہ حق حاصل نہیں ہے کیا آدمی* ہیں

[۵۱] مگر یہ ظلم سکھایا کسنے؟ سوامی جی نے۔ [۵۲] سوامی دیانند نے خوب انصاف کیا کہ دونوں (رنڈوے مرد اور رانڈ عورت) کو اس قدرتی حق سے محروم کر دیا۔ سماجیو! یہ بہو گمان اگر سوامی جی کے حق میں یہ

* انسان اور آدمی سے مراد مرد ہے (آریہ اردو)۔ مصنف۔

سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ وہ تو دوسری دفعہ شادی کرالیں اور عورتیں بیچاری یونہی کتے کی موت سر بھٹکتی ماری ماری پھریں ۔ میرا دل اُسوقت بیقرار ہوجاتا ہے کلیجہ دھڑکنے لگجاتا ہے کہ جب میرے پاس سے یا سامنے سے ایک نوجوان کومل اور خوبصورت بدن والی بیوہ عورت گذرتی ہے اسکا چہرہ مرجھائے ہوئے پھول کی مانند ہوتا ہے۔عورت کو تن تنہا زندگی بسر کرنی محال بلکہ بلائے جان ہے + جب وہ مصیبت کی ماری ہوئی اپنی حالت پر غور کرتی ہیں توان کے دلوں سے درد و فغاں کا دھواں نکلتا ہے وہ آسمان پر جاکر عرش عظیم کو ہلا دیتا ہے تو پرماتما ہماری ہندو قوم پر بار بار قحط اور وباڈالتا ہے لیکن یہ بدبخت اسوقت بھی اپنے کان پر جوں نہیں ہلنے دیتے اسیطرح ان بیچاریوں کے ساتھ ظلم کرتے چلے جاتے ہیں انکی نوجوانی کی حالت پر کبھی بھولکر بھی غور نہیں فرماتے کہ یہ بیچاری اپنے دلوں کو کسطرح کاٹ رہی ہیں۔ان کیلئے کام دیو کا وہ کنا کیا محال ہو رہا ہے اُن کی فریاد رسی نہیں کرتے بڑے بڑے پنڈت پہلے زمانہ کی لکیر کے فقیر ہو رہے ہیں ست جگ کے زمانہ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔اب کلجگ کے اندر بھی یہی چاہتے ہیں کہ ودھوائیں صبر صبوری سے کام لیں اور نہیں سمجھتے کہ وہ زمانہ گذر گیا ہے جبکہ ودھوائیں اپنے شوہر کے ساتھ زندہ جلکر اپنے آپ کو خاک سیاہ کرتی تھیں مندرجہ بالا نقائص کو دیکھکر ہندو قوم کو چاہئے کہ بیچاری بیکس و بیبس ودھواؤں کے حال پر مہربانی کریں اور ان کے دن کٹانے کیلئے کوئی تدبیر سوچیں۔وہ تدبیر یہ ہے کہ اُنکا جو کہ ۲۰ سال تک کی عمر کی ودھوائیں ہوں اور وہ شادی کرانا چاہیں اُنکا پنر لِواہ کر دیا جائے جیسا کہ آجکل لاہور کے اندر لالہ لاجپت رائے ساہنی نے پنر بِواہوں (شادی بیوگان) کیلئے ایک یتیم خانہ کھولا ہوا ہے وہاں پر ہر ایک قوم کی ودھواؤں کے پنر بِواہ کئے جاتے ہیں۔اور ضلع جالندھر میں جناب پرنسپل صاحب پنڈت مہر چند جی اور ضلع ہوشیارپور میں جناب پرنسپل صاحب لالہ دیوی چند جی ودھواؤں کی حالت پر نظر شفقت فرما رہے ہیں انکی فریاد رسی کر رہے ہیں۔قصبہ خانخاناں میں بھی اس امر کے متعلق بڑے زور شور سے کوشش کیجا رہی ہے۔پس ہمارے ہر ہندو بھائی کو لازم ہے کہ جسطرح سماج اس کام میں بڑے شوق سے حصہ لے رہی اسیطرح آپ بھی کوشش کریں۔ودھواؤں کیلئے لائق

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ | شعر پڑھیں تو بجا ہے یا نہیں ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد   وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

(مصنف)

اور بیسر روزگار پُرش تلاش کرکے ان کیلئے ہر طرح سہولت مہیا کریں اور جگہ جگہ پُنر بواہ (نکاح بیوگان) کریں اور ملک کو اس رسم بد[۵] سے نجات دلائیں" (۲۰ جولائی ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۱)

معزز ناظرین! یہ تو ہے سماجی مرثیہ نثر میں۔ اسکے متعلق اسلامی مرثیہ نظم میں سنئے جو مولانا فقیر مرحوم دہلوی کا لکھا ہوا ہے۔

یہ بھی ہوتا ہے بحالِ بیوگی — کرتی ہے عورت سے عورت دل لگی
رہتی ہیں دونوں وہ مشغولِ گناہ — ہوتی ہیں دونوں جہاں میں روسیاہ
ہو چکا ہے اس طرح بھی ماجرا — بھائی سے بچہ بہن نے جن لیا
اور بہت تدبیریں کیں اسقاط کی — کب ہوا آخر اسی میں مر گئی
واقعی قصہ ہے یہ جھوٹا نہیں — کیا ہمارے سامنے گذرا نہیں
اور کبھی نظارہ بازی میں ہیں وہ — خواہشوں کی کارسازی میں ہیں وہ
دل لگی کی دن میں باتیں اُنکی ہیں — قصہ گوئی میں وہ راتیں اُن کی ہیں
عاشق و معشوق کے قصے بہت — ہاں سنو اُن کی زبانوں سے بہت
کچھ مٹا لیتی ہیں یوں دل کی ہوس — پر کہاں مٹ سکتی ہے پوری ہوس
غزلیں گاتی ہیں وہ مستانی غضب — اور جوانی اُن کی دیوانی غضب
ایسی دیوانی جوانی اُن کی ہے — جو حیا پر سنگ باری کرتی ہے
اُن کے وارث اندھے بہرے ہیں کہیں — کیا وہ کچھ بھی دیکھتے سنتے نہیں
یہ نہیں تو ہیں ضرور اُن پر وبال — بد خیالات اُن کے دامنگیر حال
کیونکہ بیوہ ہوتی ہے جو زن جوان — اس تصور میں ہے بے تاب و توان
غرق مردوں کے تصور میں ہے وہ — رات دن اس سے تحیر میں ہے وہ
یاالٰہی سب تو شوہر دار ہیں — ہوں جو بے شوہر تو ہاں بس ایک میں
کچھ نہیں یہ تیری رحمت سے بعید — کر دے میری رات کو بھی صبح عید
باکرہ نادیدۂ شوہر کہاں — اس قدر جوش تصور ہے کہاں
جو ہے شوہر دیدۂ بیوہ کا حال — کچھ نہ پوچھو ہے بیان اُسکا محال

[۵] تعلیم کردہ سوامی دیانند؟ (مصنف)

کیونکہ جو دیکھا تھا اُنہے روز و شب | اُسکو پاس اپنے نہیں پاتی وہ اب
پھر تو اُسکے دل سے پوچھا چاہیئے | غمزدہ کیوں ہے تجھے کیا چاہیئے؟
پوچھکر دیکھے جو کوئی غمگسار | کس قدر روئیگی پھر وہ زار زار
بے زباں کا زور آنکھوں پر ہے بس | ہائے اُسکا کون ہے فریاد رس
یا خدا فریاد اُسکی ہو قبول | راحتِ دارین ہو اُسکو حصول

آریہ متر و! کیا یہ سچ ہے " جہاں سائنس جائیگا وہاں ویدک جھنڈا پہلے لہرائیگا " کیا سائنس یہی بتاتا ہے جو سوامی جی فرماتے ہیں؟ دیکھا نا؟ پانی اپنا راستہ آپ بناتا ہے۔ سائنس سے ویدک جھنڈا پہلے اُڑانے والو!

"اپنے جھنڈے کی مرمت کراؤ"

سماجیو! ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آریوں نے سوامی جی کی اس تعلیم کو کہانتک چھوڑا۔ اسکا کچھ حال اوپر کے منقولہ مضمون سے معلوم ہوا کچھ ان کی کوششوں سے معلوم ہوسکتا ہے جو نکاح بیوگان کے متعلق کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ انجمنیں بنا رہے ہیں جو شادی بیوگان کرانے میں کوشش کرتی ہیں۔ اور اُن کی رپورٹیں آریہ اخباروں میں بڑے فخر سے چھپتی ہیں۔ چنانچہ تازہ رپورٹ جو اخبار آریہ گزٹ لاہور میں چھپی ہے درج ذیل ہے۔

"ودھوا وواہ سہائک سبھا لاہور کا کام" ودھوا بواہ سہائک سبھا لاہور اور اسکی مختلف برانچوں اور اسی لائن پر ملکر کام کرنیوالی سبھاؤں اور فرداً فرداً کارکنان کی طرف سے ماہ جولائی میں ۲۳ شادی بیوگان کی رپورٹ سبھا ہذا میں موصول ہوئی ہے جنکو شامل کرکے سال رواں میں (یکم جنوری سے آخر جولائی ۱۹۲۵ء تک) ۱۲۵۰ بیوہ بواہوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔ ذاتوں کے لحاظ سے ان کی تفصیل حسب

ؔ نکاح ثانی۔

ذیل ہے۔ برہمن ۲۳۳ - کھتری ۲۹۰ - اروڑا ۲۲۹ - اگروال ۸۰ -
کالیتھ ۲۸ - راجپوت ۸۳ - سکھ ۹۲ - متفرق ۲۱۴ - میزان ۱۲۵۰ -
صوبجات کے لحاظ سے انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ پنجاب وشمال مغربی صوبجات
۹۵۳ - سندھ ۳۲ - دہلی ۳۲ - صوبجات متحدہ آگرہ واودھ ۱۷۶ - بنگال ۳۰ -
مدراس ۸ - بمبئی ۷ - صوبجات متوسط ۲ - راجپوتانہ ۵ - حیدرآباد دکن ۵ - میزان ۱۲۵۰"
(آریہ گزٹ ۱۲ بھادوں ۲۷ اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۲)

سماجی مترو! سچ کہنا اور پرماتما کو سامنے سمجھکر کہنا۔ اپنے چوتھے اصول کو یاد کرکے بتانا کہ تم لوگ جو شادی بیوگان کو رواج دے رہے ہو یہ دراصل اشاعت اسلام کر رہے ہو یا آریہ دھرم پھیلا رہے ہو؟ کیا خوب ؎

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہوگیا

آہ! کسقدر ناشکری ہے کہ اسلام ہی سے اعلےٰ اخلاق سیکھیں اور اسلام ہی کو کوسیں کیا سچ ہے ؎ کس نآموخت علم تیر از من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

آریہ نوجوانو! انصاف سے کہنا ہم نے جو جو احکام سوامی جی کے نقل کئے ہیں کیا آپ لوگ اپنے علم سے ان کو صحیح جانتے ہیں؟ صحیح جاننے کی صورت میں تسلیم کرتے رہو تو ہمیں صرف تمہارے فہم کا گلہ ہوگا۔ اور اگر غیر صحیح جانکر بھی مانتے جاؤ تو تمہاری دیانت اور معقول پسندی پر افسوس ہوگا۔ اسلئے آپ لوگوں سے امید ہے کہ اپنی معقول پسندی کا ثبوت دینگے ؎

میرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

اطلاع آریوں کے بعید از عقل اور دور از فلسفۂ قدرت مسئلہ نیوگ نیز نکاح بیوگان پر ہمارا ایک رسالہ مستقل ہے جسکا نام ہے "شادی بیوگان اور نیوگ"

تمام شد

خادم آریا **ابوالوفا ثناء اللہ** امرتسری۔

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مختصر فہرست کتب

قادیانی مشن

شہادۃ القرآن - اثبات حیات مسیح میں بےنظیر کتاب حصہ اول ۱۴ر حصہ دوم عہ دونوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

الہامات مرزا - الہاموں کی کافی تردید ۱۲ر

مرقع قادیانی - مرزا صاحب قادیانی کی تردید ۶ر

تاریخ مرزا ۸ر فتح ربانی - قیمت ۶ر

نکاح مرزا - آسمانی نکاح مرزا کی تفصیل ۲ر

شاہ انگلستان اور مرزا قادیان ۲ر

فاتح قادیان - مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر مفصل الہامی مباحثہ لودھیانہ ۶ر

فسخ نکاح مرزائیان - متفقہ فتوے علمائے اسلام ۲ر

عقائد مرزا - مفید رسالہ ار

شہادات مرزا - مرزائی تردید ۴ر

فیصلہ آسمانی - قیمت ہر سہ حصہ ۱۲ر

الخبر الصحیح - قبر مسیح کی تحقیق ۲ر

(آریہ مشن)

حق پرکاش - بجواب ستیارتھ پرکاش عہ

ترک اسلام - دھرمپال کے ترک کا جواب ۱۲ر

الہامی کتاب - قرآن کے الہامی ہونیکا ثبوت عہ

بحث تناسخ - تناسخ پر مکمل بحث ۴ر

ثمرات تناسخ - تناسخ کے نتائج ۶ر

حدوث وید - ویدوں کی قدامت کا رد اور حدوث کا ثبوت ۲ر

حدوث دنیا - دنیا کے حدوث کا ثبوت ۳ر

الہام - الہام پر بحث ۲ر

شادی بیوگان اور نیوگ - ۲ر

مناظرہ خورجہ - خورجہ کی مصدقہ بحث آریوں سے ۴ر

مناظرہ جبلپور - آریوں سے ۴ر

القرآن العظیم - قرآن اور وید کا مقابلہ ۳ر

تبر اسلام - بجواب نخل اسلام دھرمپال ۶ر

جہاد وید - ویدوں سے جہاد کا ثبوت ۴ر

مباحثہ گوشت خوری - ۶ر

مقدس رسول - آریوں کے زہریلے رسالہ رنگیلہ رسول کا مدلل و معقول جواب ۱۰ر

(متعلقہ اہل حدیث)

اہل حدیث کا مذہب - اہل حدیث کے مسائل کا بیان ۸ر

تقلید شخصی و سلفی جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ سلف صالحین صرف قرآن و حدیث کو نصب العین بناتے تھے ۷ر

حدیث نبوی اور تقلید شخصی - دونوں مضامین پر دلچسپ بحث - ۴ر

علم الفقہ - مسائل فقہ کی تنقید ۳ر

آمین رفع یدین دونوں مسئلوں کا ثبوت ۲ر

فتوحات اہلحدیث - ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات بحق اہل حدیث - - ۸ر

اجتہاد و تقلید - دونوں مسائل پر مفصل اور دلچسپ بحث . - - ۸ر

(متعلقہ عام اہل اسلام)

تعلیم القرآن - بالاجمال قرآن شریف کی تعلیم کا بیان - - - ۲ر

قرآن اور دیگر کتب مقابلہ دکھایا ہے ۲ر

اسلامی تاریخ - آنحضرت صلعم کے حالات بطرز حکایات - - - ۳ر

خصائل النبی - ترجمہ شمائل ترمذی ۲ر

السلام علیکم - اسلامی سلام کے احکام ۲ر

ہدایت الزوجین - بیوی خاوند کے احکام نکاح و طلاق کے مسائل - ۲ر

کلمۂ طیبہ - کلمہ شریف کی تفسیر ۲ر

توحید و تثلیث - دونوں مضامین ۳ر

حضرت محمد رشی وید انجیل اور توریت سے نبوت کا ثبوت ۳ر

ادب العرب - عربی صرف نحو اردو میں ۸ر

رسوم اسلامیہ - رسوم بدعیہ کا رد ۲ر

تقابل ثلاثہ - توریت، انجیل اور قرآن کا مقابلہ ۸عہ

دلیل الفرقان - اہلقرآن کے رسالہ متعلقہ نماز کا مکمل جواب - - ۲ر

ام القریٰ - مکہ معظمہ کی فضیلت ۸ر

خلافت محمدیہ - شیعوں کی تردید میں لاجواب رسالہ - - - ۸ر

عصمت النبی - آنحضرت کی پاکدامنی کا مکمل ثبوت - - - ۳ر

عزت کی زندگی - وہ احکام جن سے عزت کی زندگی حاصل ہو ۲ر

میل وملاپ - اتحاد کا سبق دینے والا رسالہ - - - ۴ر

لغات القرآن - جملہ الفاظ قرآنی کی تحقیق انیق - - - ۸عہ

البرہان العجاب - سورہ فاتحہ خلف امام کی تائید - - - ۸ر

فقہ اور فقیہ - جس میں فقہ - اصول فقہ اور فقیہ پر مفصل بحث کیگئی ہے ۴ر

کتاب الروح - اس کتاب میں روح انسانی کے متعلق عجیب غریب معلومات درج ہیں ۸عہ

ملنے کا پتہ

منیجر دفتر اخبار اہل حدیث امرتسر (پنجاب)